# شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم

## نومنتخب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

## حیات مستعار کے چند سنہرے اوراق

مولانا مفتی خالد محمود زید مجدہم

ہر اِنسان سلیم الفطرت پیدا ہوتا ہے، لیکن عُموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اَطراف کے ماحول کے اَثرات قبول کر کے اُس کے اَندر ایسی تبدیلیاں آتی ہیں، جن کو ایک اَچھے معاشرہ کے حامل اَفراد ناپسند کرتے ہیں، پھر کچھ لوگوں میں عمر کے اِضافہ کے ساتھ ساتھ مختلف وجوہات کی بناء پر اَچھی عادات لوٹ آتی ہیں، جیسا کہ مدارِس میں تعلیم وتعلم کی برکت سے، بزرگوں کی صحبتوں کے فیوض سے، خانقاہوں اور تبلیغی جماعتوں کی چلت پھرت سے اِنسان نیکی وتقویٰ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ لیکن وَاقعہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ بچپن سے ہی سلیم الفطرت ہیں، حضرت میں جو نیکی وصلاح آج پیرانہ سالی میں نظر آتی ہے، معاصرین کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب جوانی میں بھی ایسے ہی تھے، گویا کہ اُن کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا نیکی وتقویٰ کے اِعتبار سے یکساں ہے۔ اُن کے نورَانی چہرہ کو دیکھیں تو عہد رَفتہ کے بزرگ سامنے آکھڑے ہوتے ہیں، اُن کی عادَات وصفات پر نظریں دوڑائیں تو رَشک آتا ہے کہ قحط الرجال کے اِس دور میں اور فتنوں کے اِس گھٹاٹوپ اَندھیروں میں ایک رَشکِ ملائک اِنسان ہمارے دَرمیان کھڑا ہے۔

من جملہ اِن صفات کے اَللہ نے اُن کو علم وعمل کی دُنیا میں بھی اُونچا مقام عطا کیا ہے، وہ تقریر کے دَھنی ہیں، اُن کی تحریر سادگی کے باوجود اَدبی رَنگ لیے ہوتی ہے۔ عربیت کے اَندر اُن کو کمال دَرجہ کا دَرک حاصل ہے۔ جیسا کہ ''بینات شہید ختم نبوت نمبر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب مدظلہم نے لکھا ہے:

''جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے قافلۂ رشد و ہدایت کے تاج دار، ہمارے

بزرگ اور مخدوم، استاذ العرب والعجم، بقیۃ السلف، قدوۃ الخلف بزرگ وارم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اِسکندر صاحب مدظلہٗ نے اِس پر قیمتی اور بیش بہا پیش لفظ کے علاوہ عمدہ مقالہ بھی سپردِ اِشاعت فرمایا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب ہمارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے تمام پیش رواَکابر واَسلاف کا عطر وخلاصہ ہیں، اُن کا وجود مغتنم ہے، اُن کا نام عظیم ہے اور اُن کا اَنداز نہایت دِل کش ہے، وہ اَپنے اور پرائے سب کے قلوب کا مداوا ہیں۔ اُن کی تحریر گومختصر مگر پُرنور، رُوح پرور اور مغز آمیز ہوتی ہے۔ اُن کا مضمون اُردُو میں ہو یا عربی میں حضراتِ مفتیان صاحبان کا تفقہ اور حضرت الاستاذ محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ کی عالمیت اورآفاقیت کا مظہر ہوتا ہے:

قدرِ زر، زر گر شناسد قدرِ جوہر جوہری
قدرِ گل بلبل شناسد قدرِ دلدل را علی

(ماہنامہ الاحسن ذی قعدہ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ)

## حضرت ڈاکٹر صاحب کی پیدائش:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب ۱۹۳۵ء میں ضلع ایبٹ آباد کے گاؤں کوکل کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں میں ایک صاحب مولانا اِسمٰعیلؒ دارالعلوم دیو بند کے فاضل تھے، بڑے علماء میں سے تھے، ان کا نحو کا سبق مشہور تھا، انہیں سیبویہ ثانی کہا جاتا تھا، دور دور سے علماء کافیہ پڑھنے اس گاؤں میں آتے تھے۔ آپ کے والد محترم سکندر خان بن زمان خان صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، آپ باقاعدہ عالم تو نہیں تھے لیکن علماء کی صحبت میں خوب بیٹھے تھے اور اُن سے دین کی باتیں سن کر معلومات اتنی متحضر تھیں کہ بہت سے علماء آپ سے محتاط انداز سے گفتگو کرتے تھے کیوں کہ غلط بات پر آپ ٹوک دیا کرتے تھے، آپ بڑے وجیہہ اور سمجھدار تھے، گاؤں کے لوگ آپ کے پاس اپنے معاملات لے کر آتے اور آپ کے فیصلوں سے مطمئن ہو کر جاتے، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ آپ کے والد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرحوم اَپنے حلقہ میں بڑے باوجاہت تھے، خاندان اور گاؤں کے تنازعات میں اُن سے رجوع کیا جاتا تھا، جنہیں وہ خوش اسلوبی سے نمٹا دیا کرتے تھے، بچپن ہی سے علماء وصلحاء سے گہرا تعلق تھا، جس کا اثر اُن کی زندگی پر نمایاں تھا، نماز باجماعت کی پابندی، تلاوتِ قرآن مجید، ذِکر اِلٰہی، صلہ رحمی، اِصلاح ذات البین، رافت وشفقت اور ضعفاء کی خبر گیری ان کے خصوصی اوصاف تھے، مسجد کی خدمت وتعمیر سے بہت شغف تھا۔'' (شخصیات وتاثرات، صفحہ ۲۷۶)

حضرت کے تعلیمی مراحل:

حضرت ڈاکٹر صاحب نے حسبِ معمول گاؤں میں ہی قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد میٹرک تک اسکول کے فنون پڑھے، بعدازاں دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، ہری پور میں دو مدرسے تھے ایک دارالعلوم چوہڑشریف یہاں آپ نے دوسال تعلیم حاصل کی اور دوسال احمد المدارس سکندرپور میں پڑھا، اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے ۱۹۵۲ء میں کراچی تشریف لائے اور دارالعلوم نانک واڑہ میں داخلہ لیا، اُس وقت کراچی میں یہی ایک بڑا مدرسہ تھا، جہاں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا سحبان محمودؒ اور دیگر بڑے اساتذہ کرام پڑھایا کرتے تھے، درجہ رابعہ سے سادسہ تک کی کتابیں آپ نے اسی دارالعلوم نانک واڑہ میں پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ علوم اِسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا اور درجہ سابعہ اور دورۂ حدیث تک اسی جامعہ میں تعلیم حاصل کی جو اُس وقت مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے تعلق کی ابتداء:

جس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب نانک واڑہ میں زیرِتعلیم تھے اُسی دوران لیبیا اور مصر کی حکومت کے تعاون سے کراچی میں عربی سکھانے کے لیے مختلف جگہوں پر کورس شروع کرائے گئے تھے۔ ڈاکٹر امین مصری صاحب مرحوم اس کے نگران تھے، ان کا طریقۂ تعلیم چوں کہ براہ راست (Direct Method) کے ذریعہ تھا تو علماء کو تربیت دینے کے لیے پہلے انہوں نے تربیتی کورس رکھا جس میں سارے شرکاء علماء اور اساتذہ تھے، ایک مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب صرف طالب علم تھے جو اس تربیتی کورس میں شامل ہوئے اور اچھے نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ ان علماء کو عربی پڑھانے کے لیے مختلف جگہوں پر تعینات کردیا گیا، حضرت ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ جب کسی استاد کو کوئی کام پیش آتا اور کلاس میں ان کی حاضری مشکل ہوتی تو مجھے بھیج دیتے کہ آج کلاس تم پڑھالو، اس طرح مجھے تدریس کا تجربہ حاصل ہوگیا۔ ایک دن میں دارالعلوم نانک واڑہ میں بیٹھا پڑھ رہا تھا کہ استاد امین مصری مرحوم آئے اور مجھے کہا کہ جامع مسجد نیوٹاؤن میں کلاس شروع کرنا چاہتے ہیں، میری خواہش ہے کہ آپ وہاں پڑھائیں، میں نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آپ میرے استاد ہیں، آپ حکم دیں، اس طرح نیوٹاؤن مسجد میں آنا جانا شروع ہوا۔ یہ کلاس غالباً عصر کے بعد ہوتی تھی، کلاس سے فارغ ہوکر آپ محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کی مجلس میں

حاضر ہوتے، اس طرح حضرت بنوریؒ اور نیوٹاؤن سے تعلق پیدا ہوا۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عام مدارس سے ہٹ کر اپنے مدرسہ کا آغاز تکمیل کی کلاس یعنی تخصص سے کیا تھا، نچلے درجات کی کلاسیں نہیں تھیں، حضرت ڈاکٹر صاحب نے بار بار درخواست کی کہ آپ درجہ تکمیل کے ساتھ موقوف علیہ اور دورہ کے درجات بھی شروع کریں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا اور اگلے سال یہ دونوں درجات شروع ہوئے تو حضرت ڈاکٹر صاحب نے جامعہ میں داخلہ لیا، گویا کہ درجہ تکمیل کے بعد دیگر درجات کے آغاز کا آپ سبب بنے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان درجات میں داخل ہونے والے پہلے طالب علم آپ ہیں۔

اُس وقت سے آج تک حضرت ڈاکٹر صاحب اسی جامعہ علوم اِسلامیہ سے وابستہ ہیں ابھی آپ دورۂ حدیث سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے آپ کا بحیثیت مدرس تقرر کر دیا تھا۔

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبد الحق نافع کا کا خیلؒ، حضرت مولانا لطف اللہ پشاوریؒ، حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ جیسے اکابر علماء آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

**جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم:**

سعودی عرب نے دُوسرے ممالک کی اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے مدینہ منورہ میں جامعہ اِسلامیہ کے نام سے یونی ورسٹی بنائی اور تمام اِسلامی ممالک کے مدارس کو دعوت دی کہ وہ اپنے طلباء کو تعلیم کے لیے یہاں بھیجیں تو حضرت ڈاکٹر صاحب نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ آپ اگر اجازت دیں تو وہاں داخلہ کے لیے کاغذات بھیج دوں، حضرت ڈاکٹر صاحب نے خود بتایا کہ جو علم اَپنے اکابر کی خدمت میں رہ کر حاصل ہوسکتا ہے وہاں یہ بات تو نہیں ہوگی لیکن اس بہانے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور آپ کے جوار میں رہنے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

چنانچہ ۱۹۶۲ء میں آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔ یہ جامعہ اِسلامیہ مدینہ منورَہ کا دوسرا سال تھا لیکن پاکستان سے ممتاز طلبا کا پہلا بیچ گیا تھا جس میں مولانا محمد حسن جان شہیدؒ، مولانا سیّد عبد اللہ کا کا خیلؒ جیسے ممتاز علماء شامل تھے۔ وہاں سے فارغ ہوکر دوبارہ جامعہ میں تدریس شروع کردی گویا کہ آپ چار سال کی چھٹی لے کر گئے تھے۔ مدینہ منورہ کی تعلیم کے دوران ہی آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

جامعہ ازہر مصر سے دکتورہ:

ایک مرتبہ مصر کی المجلس الاعلٰی بشئون الاسلامیہ کے رئیس پاکستان تشریف لائے، مختلف مدارس کا دورہ کیا بنوری ٹاؤن بھی تشریف لائے، مدرسہ کا معائنہ کیا، مختلف شعبہ جات دیکھے۔ معائنہ کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحب متکلم کے فرائض انجام دے رہے تھے اور طلبا و اساتذہ کے اجتماع میں کلماتِ ترحیب اور خطبہ اِستقبالیہ بھی ڈاکٹر صاحب نے ہی پیش کیا۔ وہ جامعہ کی کارکردگی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے بھی بہت متاثر ہوئے اور اپنے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ میں مصر حکومت اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس جامعہ کے لیے چار طلباء کو جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی میں داخلے کی منظوری دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان میں پہلا داخلہ اُستاد عبدالرزّاق کا ہوگا اور یہ بھی کہا کہ ہم داخلہ دیتے ہیں لیکن ہمارا طریقۂ کار یہ ہے کہ طالب علم اپنا ٹکٹ خود خریدتا ہے لیکن ہم خاص طور پر دو ٹکٹ بھیجیں گے ایک اُستاد عبدالرزّاق کے لیے دوسرا الشیخ محمد یوسف بنوری کے لیے۔ یہ ان کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے۔

اس اعلان کے کچھ عرصہ بعد حضرت بنوریؒ کا اِسلام آباد جانا ہوا۔ چونکہ مصر کی حکومت سے اچھے تعلقات تھے تو مصر کے سفارت خانہ بھی گئے، وہاں ویزہ کے ساتھ دو ٹکٹ بھی آئے ہوئے تھے جو انہوں نے حضرت بنوریؒ کے حوالہ کر دیئے۔ اس طرح ۱۹۷۲ء میں حضرت بنوریؒ خود حضرت ڈاکٹر صاحب کو مصر لے کر گئے اور مشفق والد کی طرح آپ کا وہاں داخلہ کروا کر آئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے چار سال وہاں تعلیم حاصل کی اور ''عبداللہ بن مسعودؓ امام الفقہ العراقی'' کے عنوان سے مقالہ تحریر فرمایا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے فروری ۱۹۷۷ء میں پاکستان واپس آئے اور دوبارہ جامعہ سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت بنوریؒ سے تعلق:

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ تعلق:

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ڈاکٹر صاحب کو اِنتہائی والہانہ تعلق تھا جو آپ کے دارالعلوم ٹانک واڑہ میں دورِ طالب علمی سے شروع ہوا تھا اور آخر وقت تک رہا بلکہ ہر گزرنے والا لمحہ اس تعلق میں اضافہ ہی کرتا رہا۔ سفر و حضر میں حضرت کی خدمت کرنا اور ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہنا، آپ کا معمول تھا ڈاکٹر صاحب عصر کی نماز سے ایک گھنٹہ قبل حضرت بنوری کے درِ دولت پر حاضر ہو جاتے، خاص انداز سے دستک دیتے، حضرت سمجھ جاتے کہ مولوی عبد الرزّاق آیا ہے، دروازہ حضرت خود کھولتے، ڈاکٹر صاحب حضرت کی کتابیں صاف کرتے، کاغذات دُرست کرتے اور دیگر

امورِ خدمت انجام دیتے، یہ روزانہ کا معمول تھا۔

جامعہ ازہر مصر میں تو حضرت بنوریؒ اپنے ساتھ خود لے کر گئے اور آپ کا داخلہ کرایا، حضرت ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ ۱۹۶۱ء میں پہلے حجِ بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی تو تمام مناسک حج حضرت بنوری رحمہ اللہ کی راہ نمائی میں ادا کیے اور حضرتؒ نے بھی ہر چیز تفصیل سے سمجھائی اور سنن و مستحبات کے ساتھ عام آداب تک کی پابندی کرائی کہ یہ پہلا حج ہے اس لیے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ مطلب یہ ہے کہ تعلق دوطرفہ تھا حضرت بنوریؒ بھی آپ سے بہت محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔

حضرت بنوریؒ کے وصال کے بہت عرصہ بعد تک حضرت ڈاکٹر صاحب کی کیفیت یہ رہی جہاں حضرت بنوری رحمہ اللہ کا کچھ تذکرہ آیا، آپ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ پاتے اور آپ پر گریہ طاری ہوجاتا، آج بھی تذکرہ چھڑ جائے تو حضرت بنوریؒ کے واقعات بڑے شوق اور والہانہ انداز سے بیان کرتے ہیں۔

**جامعہ علوم اِسلامیہ بنوری ٹاؤن میں درس وتدریس کا آغاز:**

پہلے تذکرہ آچکا ہے کہ جامع مسجد نیوٹاؤن میں عربی کلاس پڑھانے کے دوران ہی مدرسہ عربیہ اسلامیہ (حال جامعہ علومِ اِسلامیہ) سے تعلق پیدا ہو چکا تھا، آپ کی خواہش اور بار بار کی درخواست پر موقوف علیہ اور دورۂ حدیث کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے جامعہ میں داخلہ لیا، اُس دِن سے آج تک اسی ادارہ سے وابستہ ہیں۔ درمیان میں بہت سی جگہوں سے پیش کش بھی ہوئی مگر آپ نے جامعہ کے علاوہ کسی دوسرے اِدارے کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ آپ کا جامعہ سے تعلق ہی تھا کہ ابھی آپ تعلیم سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ کا بحیثیت مدرّس تقرر ہو چکا تھا، مصر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے آپ جب تشریف لائے تو آپ کو جامعہ کا ناظم تعلیمات مقرر کیا گیا۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے وصال کے بعد جامعہ کا نظم ونسق حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالا، کیوں کہ حضرت بنوریؒ نے اَپنی زِندگی میں ہی آپ کو اپنی نیابت کے لیے منتخب کر لیا تھا، اُس وقت ایک سہ رُکنی کمیٹی بھی بنائی گئی تھی جس کے سربراہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تھے اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ اُس کے ممبر تھے۔ اِس لیے مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کے اِنتقال کے بعد جامعہ کے اہتمام کے لیے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار صاحب شہید نور اللہ مرقدہٗ کو منتخب کیا گیا، اور نیابت اہتمام کے لیے صاحب زادہ مولوی سیّد محمد بنوریؒ منتخب ہوئے۔ ان تینوں حضرات نے جامعہ کو حضرت بنوریؒ کے انداز میں آگے بڑھایا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد

حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد تمام حضرات متفکر اور پریشان تھے کہ اس بار امانت کو اَب کون اُٹھائے گا؟ تو سب کی نظریں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم پر مرکوز ہوگئیں کہ آپ ہی اس امانت کی حفاظت کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اُس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب پاکستان میں موجود نہیں تھے، بلکہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے ''تھائی لینڈ'' گئے ہوئے تھے۔ مرکز اور شاخوں کے تمام اُساتذہ اور احبابِ شوریٰ نے متفقہ طور پر آپ کا نام اہتمام کے لیے پیش کیا۔ بلکہ آپ کی غیر موجودگی میں اس کی منظوری دے دی۔ آپ سفر مختصر کرکے جلد واپس ہوئے، آپ کو جب پتہ چلا تو آپ نے صاف اِنکار کردیا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں اُٹھا سکتا، کسی اور کو یہ منصب دیا جائے، میں ایک خادم کی حیثیت سے ہر طرح کا تعاون کروں گا۔ دیر تک اِجلاس میں روتے رہے اور منع کرتے رہے، یہ صورتِ حال دیکھ کر شیخ الحدیث حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے کہا اگر آپ یہ منصب نہیں سنبھالتے تو پھر ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے، ہم بھی اَپنا بوریا بستر اُٹھاتے ہیں اور کہیں اور چلے جاتے ہیں، اس پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے یہ ذمہ داری اس شرط پر قبول کی کہ تمام حضرات میرے لیے دعا کے ساتھ ساتھ میرے ساتھ تعاون بھی کریں گے۔ اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحب اپنے شیخ کی اس امانت کو سینے سے لگائے اس کی حفاظت اور اس کے اِنتظام میں مشغول ہیں۔ موجودہ نائب مہتمم صاحب زادہ مولانا سیّد سلیمان بنوری صاحب آپ کے دست و بازو ہیں۔ مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد شوریٰ نے آپ کے لیے ''شیخ الحدیث'' کا منصب بھی طے کیا، چناں چہ گزشتہ بارہ سال سے آپ جامعہ میں صحیح بخاری کا درس بھی دے رہے ہیں۔

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق:**

ختم نبوت کا عقیدہ دین کی اساس اور بنیاد ہے، اِس لیے روزِ اَوّل سے اُمت مسلمہ نے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے، بلکہ اس کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں، جب بھی کسی سارقِ نبوت نے ختم نبوت میں نقب زنی کی کوشش کی، اُمت مسلمہ نے اس کا تعاقب کیا اور اسے سرطان کی طرح جسد ملت سے کاٹ کر علیحدہ کردیا۔ جب قادیانی فتنہ اُٹھا تو علماء نے اس کا بھی تعاقب کیا، خاص طور پر اِمامُ العصر علامہ سیّد اَنور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کے خاتمے کے لیے قائدانہ کردار ادا کیا۔ یہی جذبہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کی طرف منتقل ہوا اور آپ نے بھی اپنے شیخ و استاد کی طرح اس فتنہ کا بھرپور مقابلہ کیا، آپ کی محنتیں اور کوششیں رنگ لائیں، آپ کی قیادت میں زوردار تحریک چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار

دے دیا گیا۔

چناں چہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کا تربیت یافتہ سپاہی اس محاذ سے کیوں کر پیچھے رہ سکتا تھا، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم بھی ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کوشاں رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ''ملت اِسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی جسے مفکر اِسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہٗ نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ اُس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم مصر میں تھے، چھٹیوں پر کراچی آئے تو حضرت بنوریؒ کے حکم پر اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا، چناں چہ وہ طبع ہو کر منظر عام پر آ گئی۔ آپ نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کے ساتھ کئی ممالک کا دورہ کیا اور سینکڑوں نسخے اس کے اپنے ساتھ لے کر گئے۔ وہاں علماء میں یہ کتاب تقسیم کی اور اس طرح ان ممالک کے علاوہ خصوصاً وہ مقامات جہاں قادیانیوں نے اپنے مراکز قائم کر رکھے تھے وہاں کے علماء کو اس فتنہ سے آگاہ کیا۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد مجلس نے آپ کو شوریٰ کا رکن منتخب کیا، حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عالمی مجلس کا نائب امیر بنایا اور یہ بھی فرمایا کہ ختم بنوت کی امانت جس گھر سے لی تھی، اُسی گھر میں لوٹا دی۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے بعد جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو مجلس کا امیر منتخب کیا گیا، حضرت ڈاکٹر صاحب نائب امیر اوّل مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے انتقال کے بعد متفقہ طور پر باصرار آپ کو مرکزی امیر منتخب کیا گیا، جس کے لیے حضرت ڈاکٹر صاحب بالکل راضی نہیں تھے کہ میں بیمار ہوں، سفر نہیں کر سکتا، میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا، مگر جناب مولانا صاحب زادہ عزیز احمد صاحب نے جب یہ کہا کہ: حضرت والد صاحبؒ (مولانا خواجہ خان محمدؒ) نے فرمایا تھا کہ میں نے جہاں سے یہ امانت لی تھی، اُنہی کے حوالے کر دی تو حضرت یہ امانت آپ کے سپرد کر کے گئے ہیں، حضرت ڈاکٹر صاحب رو پڑے اور اسے اللہ کی طرف سے فیصلہ سمجھتے ہوئے اپنے شیخ اور استاد کی امانت کو سینے سے لگا لیا مگر ساتھ میں ایک ایک ممبر سے کہا کہ آپ میری دعاؤں کے ذریعہ مدد کرتے رہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ''مـــوقف الأمة الاســـلامية'' کے علاوہ حضرت مولانا محمد یوسف

لدھیانوی شہیدؒ کے تالیف کردہ کئی رسائل کا بھی عربی میں ترجمہ کیا۔ اسی ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے ہر سال انگلینڈ کا سفر کرتے ہیں اور ایک ایک مسجد میں جاکر مسلمانوں کو ختمِ نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہیں اور برمنگھم و چناب نگر کی سالانہ کانفرنس میں شرکت فرماتے ہیں۔

**وفاق المدارس العربیہ پاکستان:**

وفاق المدارس العربیہ والجامعات الاسلامیہ کے قیام سے لے کر آج تک وفاق کے بنانے، اسے پروان چڑھانے میں جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا جو کردار اور حصہ ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اوّل دن سے وفاق سے وابستہ رہے، اور بالآخر وفاق کے صدر بھی منتخب کیے گئے۔

جامعہ علومِ اسلامیہ کے سابق بزرگ اُستاذِ حدیث حضرت مولانا محمد اِدریس میرٹھی قدس سرہٗ نے باقاعدہ پورا اِمتحانی نظم مرتب کیا، آپ اس کے ناظم، ناظمِ اعلیٰ اور صدر کے عہدوں پر فائز رہے، حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ وفاق کے ناظمِ اعلیٰ رہے، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزّاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم مجلس عاملہ کے رُکن اور وفاق کے مرکزی نائب امیر رہے، جب کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے ناظمِ تعلیمات مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ اور اَب مولانا اَمداد اللہ صاحب اِمتحان کمیٹی اور نصاب کمیٹی میں آپ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

**اقرأ روضۃ الاطفال:**

دیگر اکابر و مشائخ کی طرح حضرت ڈاکٹر صاحب کی بھی دعائیں، سرپرستی اور خصوصی توجہ ''اقرأ'' کو ہمیشہ حاصل رہی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب اس ادارہ کو اپنا ادارہ سمجھتے ہیں اور ادارہ کی رہنمائی و سرپرستی فرماتے ہیں، ''اقرأ'' کے پروگراموں میں تشریف لاتے ہیں۔ ''اقرأ'' کی انتظامیہ نے اقرأ کے آغاز میں ہی چوں کہ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کا صدر کسی بزرگ کو ہی بنایا جائے گا، اِس لیے حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت سید نفیس الحسینیؒ بالترتیب اس کے صدر رہے۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کو باقاعدہ سرپرست اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو ''اقرأ'' کا صدر بنایا گیا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اور مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے بعد اَب حضرت ڈاکٹر صاحب ''اقرأ'' کے صدر ہیں،

''اقرأ'' اُن کی صدارت میں ترقی کے منازِل طے کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے مدارس اور دینی تنظیموں کی سرپرستی فرماتے ہیں، جامعہ خیر المدارس ملتان سمیت کئی مدارس کی شوریٰ کے ممبر بھی ہیں۔

علماء اور دینی تنظیموں کے ذمہ داران کے یہاں عقیدت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ان سب کا اعتماد آپ کو حاصل ہے جس کی واضح مثال اس وقت سامنے آئی جب گزشتہ دنوں علماء دیو بند کی تمام جماعتوں پر مشتمل اتحاد مجلس علماء اسلام کے نام سے قائم کیا گیا جس میں علماء حق کے تمام ذمہ داران اور اکابر و مشائخ شامل تھے اُن سب کی نگاہِ انتخاب حضرت ڈاکٹر صاحب کی ہی طرف اُٹھی، کیوں کہ آپ غیر متنازعہ شخصیت تھے اور سب کو آپ پر اعتماد تھا۔لہٰذا اُس اِتحاد کا امیر بھی آپ ہی کو مقرر کیا گیا۔

**بیعت وخلافت:**

حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی اور رُوحانی تربیت کی طرف بھی توجہ دی۔جس میں سب سے زیادہ حصہ تو آپ کے مربی اور خصوصی اُستاذ محدثُ العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ کی تربیت کا تھا، اس کے علاوہ آپ نے شام کے ایک بزرگ عالم شیخ عبدالقادر عیسیٰ سے بیعت کی اُن کی طرف سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل ہے۔اِسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے بھی آپ کو اِجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔علاوہ ازیں آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب عارفیؒ کی صحبتوں سے بھی مستفید ہوئے۔

**آپ کی تصانیف:**

۱-آپ کی مشہور تصنیف ''الطريقة العصرية فی تعليم اللغة العربية'' ہے جو آپ نے سال ہا سال کے تدریسی تجربہ کے بعد اُن طلباء کے لیے لکھی ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے۔یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔وفاق المدارس نے اسے باقاعدہ اپنے نصاب کا حصہ بنایا، اس کے علاوہ پاکستان سے باہر بھی بہت سے ممالک کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، اب اس کا انگلش ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲-''كيف تعلم اللغة العربية لغير الناطقين بها ''۔عربی پڑھانے والے اساتذہ کے لیے یہ کتاب مرتب کی تاکہ انہیں عربی پڑھانے کا طریقہ آئے۔

۳-''القاموس الصغير ''یہ عربی، اردو اور انگلش ڈکشنری پر مشتمل کتاب ہے۔

۴-''موقف الأمة الاسلاميه من القاديانية''' قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ' کا عربی ترجمہ ہے۔
۵-''تدوین الحدیث '': حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانیؒ کی عالمانہ کتاب ''تدوینِ حدیث'' کا عربی ترجمہ ہے۔
۶-''اختلاف الأمة والصراط المستقیم ''حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' کا عربی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، مگر زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔
۷-''جماعة التبليغ و منهجها فی الدعوة'': تبلیغی جماعت کے بارے میں قیمتی رسالہ ہے۔
۸-''هل الذکریه مسلمون '': حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا کتابچہ ''کیا ذکری مسلمان ہیں؟'' کا عربی ترجمہ ہے۔
۹-حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا کتابچہ ''نوبل اِنعام یافتہ'' کا عربی ترجمہ بھی حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے قلم وقائق رقم سے فرمایا ہے۔
۱۰-''الاسلام و اعداد الشباب ''ایک مستقل مقالہ کتابچہ کی شکل میں ہے۔
۱۱-تبلیغی جماعت اور اس کا طریقہ کار: اُردو میں تبلیغی جماعت کے بارے میں رسالہ۔
۱۲-چند اہم اِسلامی آداب: شیخ نورالدین عتر کی کتاب کا اُردو ترجمہ۔
۱۳-محبت رسول: شیخ نورالدین عتر کی کتاب ''حب الرسول'' کا اردو ترجمہ۔
۱۴-حضرت علیؓ اور حضراتِ خلفائے راشدینؓ نامی کتابچہ کا اردو ترجمہ۔
۱۵-''مشاہدات وتأثرات'' آپ کے قلم سے نکلے شخصی خاکوں کا مجموعہ۔
۱۶-''تحفظ مدارس اور علماء وطلباء سے چند باتیں''۔
۱۷-''اصلاحی گزارشات'' اصلاحی مضامین کا مجموعہ۔

ان کے علاوہ بہت سے مقالات عربی میں مختلف کانفرنسوں کے لیے تحریر فرمائے۔ ہماری خواہش ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ حضرت کی ان عربی تحریروں کو بھی یکجا کر کے کتابی شکل دے دے تو بہت سوں کا بھلا ہو۔
اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کا سایہ ہمارے سروں پر صحت و عافیت کے ساتھ قائم ودائم رکھے، آمین۔

وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واله وصحبه اجمعین